السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا حافظ ابن حجر العسقلانی کا فتح الباری میں کسی حدیث یا روایت پر سکوت کرنا (جرح نہ کرنا) اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت صحیح یا حسن یعنی حجت ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(ظفر احمد تھانوی دیوبندی کے نزدیک حافظ ابن حجر کا فتح الباری میں کسی روایت پر سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت حافظ ابن حجر کے نزدیک صحیح یا حسن ہے۔ دیکھئے اعلاء السنن (ج ۱۹ ص ۸۹

ایک روایت کے بارے میں شوکانی یمنی نے کہا: اسے حافظ نے الفتح میں ذکر کیا اور اس پر کلام نہیں کیا۔

'' یہ قول ذکر کرنے کے بعد ظفر احمد نے کہا: ''وفیہ دلیل علی ان سکوت الحافظ فی الفتح عن حدیث حجة و دلیل علی صحتہ او حسنہ، واللہ اعلم

(اور اس میں دلیل ہے کہ حافظ کا الفتح (فتح الباری) میں کسی حدیث پر سکوت کرنا حجت ہے اور اس حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کی دلیل ہے۔ (العلاء السنن ج ۱۹ ص ۹۰، ترجمہ از ناقل

آلِ دیوبند کا یہ اصول راقم الحروف نے اپنی کتاب ''تعدادِ رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ'' میں بطورِ الزام پیش کیا ہے۔ دیکھئے ص ۲۰

تحقیق یہ ہے کہ فتح الباری (اور التلخیص الجبیر) میں حافظ ابن حجر کا سکوت حدیث کے حسن یا صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ نے جن احادیث و روایات پر فتح الباری میں سکوت کیا ہے، ان میں ضعیف اور ضعیف جدا بلکہ موضوع روایات بھی ہیں۔ تحقیق کے لئے دیکھئے انیس الساری فی تخریج و تحقیق الاحادیث التی ذکرھا الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری۔

فی الحال موضوع روایات کی چار مثالیں پیش خدمت ہیں، جن پر حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں سکوت کیا ہے۔

مثال اول:

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا:

وفیہ حدیث عند الطبرانی وابی الشیخ عن انس رفعہ: یعق عنہ من الابل والبقر والغنم'' اور اس (مسئلے یا باب) میں طبرانی اور ابو الشیخ کی (سیدنا) انس (رضی اللہ عنہ) سے مرفوع حدیث ہے کہ اس (نومولد) کی طرف سے اونٹوں، ''(گائیوں اور بکریوں میں سے عقیقہ کرنا چاہیئے۔ (فتح الباری ۹/ ۵۹۳ تحت ح ۵۴۷۲

یہ روایت المعجم الصغیر للطبرانی (ج ۱ ص ۸۴ ح ۲۱۷ بترقیمی) میں مسعدہ بن الیسع کی سند سے مذکور ہے۔ (انیس الساری ج ۹ ص ۶۷۳۱ ح ۴۷۴۰ وقال صاحب الکتاب: ''موضوع'' مجمع الزوائد ۴/ ۵۸ وقال الہیثمی: فیہ مسعدة بن الیسع (وو کذاب

اس کے راوی مسعدہ بن الیسع کے بارے میں امام ابو حاتم الرازی نے فرمایا:

ہو ذاہب منکر الحدیث لا یشتغل بہ، یکذب علی جعفر بن محمد عندی واللہ اعلم'' وہ گیا گزرا ہے، منکر حدیثیں بیان کرنے والا، اس (کی روایتوں) کے ساتھ مشغول نہیں ہونا چاہیئے، وہ میرے نزدیک جعفر بن محمد (الصادق رحمہ اللہ) '' (پر جھوٹ بولتا تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۸/ ۳۷۱

(نیز دیکھئے لسان المیزان (۶/ ۲۳

مثال دوم:

حافظ ابن حجر نے کہا:

وقد اخرج ابو داود من حدیث ابی العشراء عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن العتیرۃ فحسنھا'' اور ابوداود نے ابو العشراء عن ابیہ کی حدیث سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عتیرہ (زمانۂ جاہلیت میں معبودوں'' کے نام پر ذبح کیے جانے والے جانور) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اسے اچھا قرار دیا یعنی پسند کیا۔! (فتح الباری ۵۹۸/۹ تحت ح ۵۴۷۴

یہ روایت امام ابوداود کی مشہور کتاب السنن میں نہیں، بلکہ کسی دوسری کتاب میں عبدالرحمن بن قیس عن حماد بن سلمۃ عن ابی العشراء الدارمی عن ابیہ کی سند سے مذکور ہے۔

(دیکھئے تہذیب التہذیب (۱۶۶/۱۲۔ ۱۶۷، دوسرا نسخہ ۱۸۶/۱۲، ترجمۃ ابی العشراء) تہذیب الکمال للمزی (۳۷۱/۸) اور انیس الساری (۱۱۸۴/۲ ح ۸۴۳ وقال: موضوع

(اس کا راوی ابو معاویہ عبدالرحمن بن قیس الضبی البصری کذاب (جھوٹا راوی) تھا۔ اس کے بارے میں امام ابوزرعہ الرازی نے فرمایا: ''وکان کذابا'' اور وہ جھوٹا تھا۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۲۷۸/۵

(خود حافظ ابن حجر نے کہا: ''متروک کذبہ ابوزرعہ وغیرہ'' وہ متروک ہے، اسے ابوزرعہ وغیرہ نے کذاب کہا ہے۔ (تقریب التہذیب: ۳۹۸۹

مثال سوم:

حافظ ابن حجر نے کہا:

وروی البیھقی ان یھودیا سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرا سورۃ یوسف فجاء ومعہ نفر من الیھود فاسلموا کلھم'' اور بیہقی نے روایت کیا کہ ایک یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سورت یوسف پڑھتے ہوئے سنا، پھر وہ اپنے ساتھ'' (دوسرے یہودیوں کو لے کر آیا تو وہ سارے کے سارے مسلمان ہوگئے۔ (فتح الباری ج۷، ص۲۷ تحت ۳۹۴۱، انیس الساری ۹۸۴/۱۰ وقال: موضوع

یہ روایت دلائل النبوۃ للبیہقی (۲۷۶/۶) میں محمد بن مروان السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کی سند سے موجود ہے۔

(محمد بن مروان السدی کذاب راوی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (شمار ۲۴ ص ۵۰۔ ۵۲

(ابن نمیر نے کہا: وہ (محمد بن مروان السدی) کذاب ہے۔ (الضعفاء الکبیر للعقیلی ۱۳۶/۴، وسندہ حسن، دوسرا نسخہ ج۴ ص ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰

(خود حافظ ابن حجر نے کہا: ''متھم بالکذب'' (تقریب التہذیب: ۶۲۸۴

(سدی صغیر کا استاد محمد بن السائب الکلبی کذاب تھا۔ (الحدیث حضرو: ۲۴ ص ۵۳۔ ۵۴

(سلیمان التیمی نے کہا: کوفہ میں دو کذاب تھے، ان میں سے ایک کلبی ہے۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۲۷۰/۷ وسندہ صحیح

خود حافظ ابن حجر نے اسے ''المفسر متھم بالکذب ورمی بالرفض'' قرار دیا۔

(دیکھئے تقریب التہذیب (۵۹۰۱

(حاکم نیشاپوری نے کلبی کے بارے میں کہا: ''احادیثہ عن ابی صالح موضوعۃ'' اس کی ابو صالح سے حدیثیں موضوع ہیں۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۹۵ ت ۱۷۱

خلاصہ یہ کہ یہ سند موضوع ہے۔

مثال چہارم:

حافظ ابن حجر نے کہا:

ومن حدیث بریدہ رفعہ: اللھم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی محمد وعلی آل محمد کما جعلتھا علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم واصلہ عند احمد'' اور (ابو العباس السراج نے روایت کیا) بریدہ (رضی اللہ عنہ) کی مرفوع حدیث سے کہ'' ''اللھم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی محمد وعلی آل محمد کما جعلتھا علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم'' اور اس کی اصل احمد کے پاس (یعنی مسند احمد میں) ہے۔ (فتح الباری ۱۵۹/۱۱ تحت ح ۶۳۵۷، ۶۳۵۸، اور انیس الساری ج ۱ (ص ۸۳۸ ح ۵۶۷

مسند احمد (۳۵۳/۵) وغیرہ کی اسد روایت کی سند میں ابو داود نفیع بن الحارث الاعمی ہے۔

(دیکھئے انیس الساری (۸۳۸/۱

ابو داود الاعمی کے بارے میں اس کے ہم عصر امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

(کذاب'' وہ جھوٹا ہے۔ (الکامل لابن عدی ۲۵۲۳/۷۔ ۲۵۲۴ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ ۳۲۸/۸، نیز دیکھئے مسائل صالح بن احمد بن حنبل: ۳۱۷، اور موسوعۃ اقوال الامام احمد ۲۶/۴''

(حاکم نیشاپوری نے کہا: ''روى عن بريدة الاسلمي وانس بن مالك احاديث موضوعة'' اس نے بریدہ الاسلمی اور انس بن مالک (رضی اللہ عنہما) سے موضوع حدیثیں بیان کیں۔ (المدخل الی الصحیح ص۲۱۸ ت ۲۱۰

(خود حافظ ابن حجر نے کہا: ''متروک وقد کذبہ ابن معین'' و متروک ہے اور ابن معین نے اسے کذاب کہا۔ (تقریب التہذیب: ۱۸۱)

خلاصہ یہ کہ یہ سند بھی موضوع ہے۔

ان چار مثالوں سے ثابت ہوا کہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر کا کسی حدیث یا روایت پر سکوت کرنا اس کے صحیح یا حسن یا حجت ہونے کی دلیل نہیں بلکہ علماء کو چاہیئے کہ اصل کتابوں کی طرف رجوع کر کے مذکورہ روایت کی تحقیق کریں اور پھر اگر صحیح و حسن ثابت ہو جائے تو بطورِ حجت پیش کریں۔

اگر ایسا ممکن نہ ہو تو مجرد سکوت سے استدلال نہ کریں اور ہمہ تن تحقیق کے لئے مصروف رہیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام

ج2ص305

محدث فتویٰ